حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

فضیلت اور اہمیت علم دین

طلبۂ علوم نبوّت کا کام، مقام اور مستقبل

مورخہ کو دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ میں منعقد ہوئی جس میں دارالعلوم کے مشائخ اساتذہ طلبہ اور ان کے والدین کے علاوہ معززین شہر شریک ہوئے، اس موقع پر دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم نے جو خطاب فرمایا اسے اس ٹیپ ریکارڈر میں محفوظ کر لیا گیا تھا اب افادۂ عام کے پیش نظر کیسٹ سے من وعن نقل کر کے نذر قارئین ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم، اما بعد۔

میرے عزیز اور پیارے طالب علم بھائیو! جیسا کہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت ذکر فرمائی تو گویا کہ اہل مدینہ کو آپؐ کے یہ واضح ہدایات تھے کہ ایک ایسا دور آئے گا کہ دنیا کے کونے کونے اور دور دراز سے لوگ تحصیلِ علمِ دین کے لیے مدینہ منورہ آئیں گے اور اتنی سخت تکالیف اور مشکلات برداشت کریں گے کہ اکبادالابل کو ماریں گے

طلبہ دین! خوش آمدید! تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ ان کو خوش آمدید کہا کرو اور اُن کی خدمت کیا کرو تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مقدسہ کی پیروی میں آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے آنے کو دارالعلوم کے لیے خیر و برکت کا باعث بنائے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا انعام واکرام ہے کہ آپ کو تحصیلِ علم دین کے لیے فارغ کر دیا، اور توفیق عنائت فرمائی اور یہ کام بغیر توفیقِ خداوندی کے نہیں ہو سکتا اور خاص کر اس پُرآشوب زمانہ اور پُرفتن دور میں جب کہ دنیا کا پورا رُخ بدلا ہوا ہے دنیا پرستی کا زمانہ ہے حصول علم دین کے ساتھ جاہ و منصب، مال و دولت کا مقابلہ ہے، لوگ تحصیلِ علمِ دین کو فضول کام کہتے ہیں۔

اہل دنیا کا حال ان کا ذہن ہے کہ ہم یونیورسٹیوں، کالجوں کو کیوں نہ جائیں، سائنس، فلسفہ اور انجینئرنگ کی ترقیات کیوں حاصل نہ کریں، دنیا کی اعلیٰ تعلیم کیوں حاصل نہ کریں تاکہ کمشنر بن جائیں ڈپٹی کمشنر اور اعلیٰ افسر بن جائیں، دنیا اس دوڑ میں مسابقت کر رہی ہے۔

اللہ کا انتخاب

بہرحال اس زمانہ میں تحصیل دین کے لیے نکلنا ہمارا کمال نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے کہ تمہارا رُخ اس طرف موڑ دیا ۔ دنیا کی طرف نہیں گئے کالج اور یونیورسٹیوں سے آپ کو علیٰحدہ کردیا ۔ دنیا کا بندہ نہ بنایا کہ دنیا کے پیچھے دن رات لگے رہتے ، مزدوری کرتے ، کارخانے چلاتے ۔ ٹوکری سر پر رکھ کر روٹی کے لیے دن رات محنت کرتے ، ان تمام سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بچا لیا اور قال ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیٹھا دیا ، اس سے اللہ کا بڑا انتخاب نہیں ۔

تشکر و امتنان

تو اس پر شکر گذاری کرنی چاہیئے اللہ کو ہماری کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہم کو اللہ کی ضرورت ہے ، کروڑوں اور اربوں میں جس کو اللہ تحصیل علم دین کے لیے منتخب فرمائیں ۔ تو اُس کو سربسجود رہنا چاہیئے ، کہ اے اللہ آپ نے ہم کو اشرف المخلوقات بنایا اور انسان پیدا فرمایا اگر اللہ ہم کو نالی کے کیڑے بنا دیتے ، گائے یا بھینس کوئی جانور اور چوہا بلی کی صورت میں پیدا کر دیتے تو ہم کیا کر سکتے تھے اور اگر یہودی اور عیسائی بناتے ، ہندو ، کمیونسٹ ہوتے تو ہم کیا کر سکتے تھے ، لیکن پھر انسانیت کے بعد سب سے بڑا و عظیم شرف ، شرف علم عطا فرمایا ۔

حسنِ خلق اور زیور علم

ارشاد باری تعالیٰ ہے علم الانسان مالم یعلم اور ارشاد ہے ۔ وربك اكرم الذى علم بالقلم ارشاد ہے اقراء باسم ربك الذى خلق

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کا نام لو اپنے رب کا جس نے تمہیں پیدا فرمایا یوں تو اللہ تعالیٰ نے گدھے بیل ، بھینس اور دیگر حیوانات کو پیدا فرمایا ہے مگر انسان کو حسن خلق کی صفت سے متصف فرمایا اور جہاں اللہ نے خلق کا ذکر فرمایا وہاں وربك اكرم الذى علم بالقلم فرما کر علم دین ، تعلیم قلم کے اعزاز و اکرام کو بیان فرمایا ۔

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں عظیم صفت علم ہے ، تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفت علم ۔ انسان کو عطا فرمائی ، لیکن علم بھی علم دین کا جو معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے ، علوم دنیوی بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے لیکن وہ صرف دنیا تک محدود ہے دنیوی علوم انسان کو اشرف المخلوقات نہیں بناتے ، اگرچہ سائنس میں بڑی ترقی ہوئی ہے ، ٹینک ، بم ، ایٹم بم بناتے ہیں ، ایک دنیا اس سے تباہ کردی جاتی ہے ۔ وہ انسان کو غلط استعمال سے اسفل السافلین تک پہنچا دیتے ہیں وہ انسان کو " اولئك كالانعام " کے درجے میں لا کھڑا کرتے ہیں ذلك مبلغهم من العلم جن کا مبلغ علم صرف دنیا داری اور مادہ پرستی ہے ان بدنصیبوں کی یہی پرواز ہے ان کی رسائی صرف دنیا تک ہے تو وہ اولئك كالانعام بل هم اضل کا مصداق اتم قرار پاتے ہیں ۔

خلافت ارضی اگر انسان اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ فی الارض بنتا ہے تو وہ صرف علم الٰہی ہی سے بنتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسری نعمت نہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو علم دین کا طالب علم بنایا اور اتنی بڑی تعداد میں اساتذہ کرام آپ کے لیے مہیا فرمائے جو صبح سے شام تک احادیث رسولؐ پڑھاتے ہیں دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کرام کا گلدستۂ علم و فضل شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب، حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب، حضرت مولانا فضل الٰہی صاحب، حضرت مولانا سیف اللہ صاحب، حضرت مولانا غلام الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا انوارالحق صاحب اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب غرض کس کس کا نام لیا جائے تمام اساتذہ کرام اپنی اپنی جگہ علم و فضل کے پہاڑ اور تعلیم و تربیت کے ماہرین ہیں، علم قرآن، علم حدیث، علم فقہ غرض تمام علوم عالیہ بڑی توجہ و انہماک سے پڑھاتے ہیں۔

صحابہؓ اور حصولِ علمِ دین علم دین کی صحیح قدر منزلت صحابہ کرامؓ کو معلوم تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اقدس میں دس دس سال رہ کر پھر بھی ایک ایک حدیث کے لیے دنیا کے اسفار کرتے تھے اور آپ لوگوں کے لیے اللہ نے علم کے تمام خزانے یکجا جمع کر دیئے ہیں۔

حاجی جب مکہ سے مدینہ جاتا ہے تو کتنی مشقت سے جاتا ہے جب کہ آج زمانہ بسوں، کاروں اور کوچوں کا ہے وہ حضرات اونٹوں پر سفر کرتے تھے، ایک ایک حدیث کے لیے دمشق جا کر سیکھا کرتے تھے۔

ملاقات کے لیے نہیں، سماع حدیث کے لیے ایک صحابی مدینہ منورہ سے مصر جاتا ہے قاہرہ، جب مصر کے صحابی نے اسے دیکھا تو بڑی مسرت اور خوشی کا اظہار کیا کہ مدینۃ الرسولؐ سے میرا فلاں ساتھی آیا ہے، ملاقات رہے گی، کئی مہینوں کے سفر کی مسافت کے باوجود مہمان صحابی نے فرمایا مجھے فلاں حدیث بیان کردیں تاکہ میں واپس چلا جاؤں۔

یہ تھی صحابہ میں علم دین کی قدر، آپ لوگ بھی اس کی قدر کریں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم اور احادیث یہاں جمع فرما دی ہیں اور پھر کچھ نہ کچھ اسباب بھی مہیا فرما دیئے ہیں۔

وسائل اور مسائل ہماری یہ خواہش ہے کہ ہر ایک کو آرام اور آسائش پہنچائیں، خدا کی قسم ہمیں بڑی کوفت ہوتی ہے کہ ایک چھوٹا طالب علم بھی محروم واپس چلا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اتنے اسباب اور وسائل ہوتے کہ ہزاروں کی تعداد طلبہ آتے اور ہم سب کی قدر کرتے، انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتے ان کے لیے قیام اور کمروں کا انتظام کرتے، ان کے کھانے کا بندوبست کرتے، لیکن وسائل محدود ہیں، دارالعلوم میں حکومت کی ایک پائی کی امداد بھی نہیں ہے اور نہ ہم نے حکومت یا سرمایہ داروں کسی سے امداد کی درخواست

کی ہے اور نہ حکومت کی امداد قبول کرتے ہیں۔ آپ کے دارالعلوم کا مطبخ اور تمام امور خالص اہل خیر کی زکواۃ اور اخلاص سے چل رہے ہیں۔ ہمارے پاس جس قدر بھی ممکنہ وسائل ہیں ان کو استعمال میں لاکر ہمیں طلبہ دین کی خدمت میں خوشی ہوتی ہے۔

قیام واستفادہ علم کے لیے امکانی کوششیں آپ کی خدمت کرنے پر خوشی ہوتی ہے، آپ لوگ محسوس کریں گے کہ یہاں طالب علم بہت زیادہ ہیں اور قیام کے لیے حسب ضرورت کمرے نہیں ہیں اور ابھی تو بہتوں کو کمرے بھی نہیں ملے، مولانا انوارالحق صاحب اور تمام اساتذہ کرام کوشش کرتے ہیں کہ کچھ مزید گنجائش ہو جائے، اور ہم چاہتے کہ گاؤں میں کرائے کے کچھ مزید مکان بھی مل جائیں تاکہ آپ لوگوں کے لیے قیام اور اطمینان سے مطالعہ واستفادہ کا انتظام ہو جائے لیکن تھوڑی سی تکلیف آپ کو بھی بہرحال برداشت کرنی پڑے گی۔

تحصیل علم دین اور سلف صالحین تحصیل علم کے لیے سلف صالحین نے کیا کیا تکالیف برداشت نہیں کیں اور کس کس طرح ایثار سے کام لیا بھوک، افلاس اور فقر و فاقہ برداشت کیا، خدا تعالیٰ کا نظام ایسا ہے کہ حصول علم دین کو تکالیف سے وابستہ کیا ہے، یونیورسٹیوں کی یہ بلند عمارات، پارک اور کلب اور عیاشیوں اور راحت وآرام کے وسائل اللہ نے ان کے حوالے کر دیئے ہیں۔ آپ طلبہ علوم دینیہ کے لیے بھوک ہے فقر وفاقہ ہے اور ایثار و قربانی کو منتخب فرمایا ہے۔

طلباء کا مستقبل چونکہ آپ لوگوں کو مربی بنایا جاتا ہے، آپ نے آئندہ اہل باطل سے مقابلہ کرنا ہے، کفار کیمونسٹ اور ملحدین اور اہل بدعت سے حق کی جنگ لڑنا ہے ایک خطرناک دور آرہا ہے، فوج میں اگرچہ بادشاہ کا بیٹا کیوں نہ ہو، برطانیہ کی ملکہ کا بیٹا کیوں نہ ہو، تو ان کو بھی سال، دو سال کے لیے سخت ٹریننگ دی جاتی ہے، دور دراز کے اسفار کرائے جاتے ہیں، صبح سویرے اٹھائے جاتے ہیں انہیں مارتے، پیٹتے، ورزش کراتے ہیں اور دریاؤں میں تیراتے ہیں، یہ اس لیے کہ وہ ان مراحل سے گزر کر آئندہ کے حالات اور قوی تر دشمن کا مقابلہ کرسکیں۔

خلافت کا عہدہ علم دین کے ساتھ تو ابتلاآت خیر القرون کے زمانہ سے آرہے ہیں تو اس میں تکالیف مشکلات ضرور آئیں گے۔ بھوک پیاس فقر و فاقہ، تنگی وعسرت ریاضت اور محنت ومشقت کو جی سے برداشت کرنا پڑے گا۔ جب اس بھٹی سے نکلوگے تو پھر کامیاب رہوگے، رسولوں کی وراثت کا منصب اور اللہ تعالیٰ کی خلافت کا عہدہ کوئی آسان کام نہیں، اس کے لیے بھرپور عزم اور عظیم تیاری کی ضرورت ہے امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ

کہ علم سراسر عزت ہے اِس میں ذلت نہیں لیکن یہ محنت اور ذلت سے حاصل ہوگا جس میں کوئی عزت نہیں گلیوں میں وظیفے مانگنے پڑیں گے ، سوال کرنا پڑے گا ، چندے کرنے پڑیں گے ، ہمارے اکابر نے بالخصوص والدمی اکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے زمانۂ طالب علمی میں گھروں سے وظیفے مانگے ہیں ۔

دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم حقانیہ کا اولین سلسلہ ہماری مسجد سے شروع ہوا تھا حضرت شیخ الحدیثؒ نے رات دن اپنی زندگی کو طالبعلموں کے لیے وقف فرما دیا تھا گھر میں بھی ان کے لیے روٹی پکتی تھی اور محلے سے وظیفہ بھی مانگتے تھے تو جب مسجد میں کوئی چھوٹا طالب علم نہیں ہوتا تھا تو والد صاحبؒ مجھے فرماتے تھے کہ بیٹا جاؤ مسجد میں طالب علم بھوکے ہیں ان کے لیے وظیفہ لے آؤ، تو میں روتا تھا، شرم آتی تھی ، محلے کی عورتیں اور بچے مجھ پر ہنستے تھے لیکن والد صاحبؒ کا حکم تھا فرماتے کہ بیٹا طالبعلم کیا کریں گے ضرور جانا پڑے گا تو پھر مجھے چار و ناچار طلبہ کے لیے گھروں سے روٹی سالن لانے کے لیے جانا پڑتا تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ہم کو اُن تکالیف سے بچایا ہے اللہ نے ہمیں مخلصین دیئے ہیں دارالعلوم کے قیام اور استحکام کا انتظام فرمایا ہے تاہم اِس میں تکالیف آئیں گی ۔

امام بخاریؒ کی طالب علمی کا ایک واقعہ

امام بخاریؒ نے تمام علم تکالیف میں حاصل کیا ، وہ جہاں اسباق پڑھتے تھے ، اسباق میں کبھی بھی ناغہ نہیں کرتے تھے ، ایک روز اتفاقاً غائب رہے ، ساتھی پریشان ہوئے کہ یہ شخص تو ناغہ نہیں کرتا آج کیوں سبق کیلئے نہیں آیا ، طالبعلم ساتھی اُن کی رہائش گاہ پر آئے دروازہ کھٹکٹایا لیکن امام بخاریؒ نے دروازہ نہیں کھولا ساتھیوں نے آواز دی کہ دروازہ کھولو ورنہ ہم دروازہ توڑیں گے ، امام صاحبؒ نے جواب دیا کہ میں تو اپنا راز چھپانا چاہتا تھا ، لیکن تم لوگوں نے فاش کردیا ، میرے پاس ایک جوڑہ کپڑے ہیں ، اور کوئی چیز نہیں جس سے میں عورت غلیظہ چھپا سکوں ، آج کمرہ بند کرکے اُس جوڑے کو دھو رہا ہوں اور برہنہ بیٹھا ہوں ۔

امام مالکؒ کے لیے ان کے والد نے ایک گھر ورثہ میں چھوڑا تھا ، وہ اس گھر کی ایک ایک کڑی فروخت کرکے گذارہ کرتے تھے ۔ مگر طلب علم کے مشاغل میں کوئی رکاوٹ نہیں آنے دی ۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مولانا قاسم نانوتویؒ

ہمارے اکابر میں مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ ربانی دارالعلوم دیوبند ، اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ابھی آپ نے سلسلہ سند میں ان حضرات کا ذکر سنا، یہ دونوں اکابر دہلی کی جامع مسجد میں سبق پڑھتے تھے ، اتنا کچھ ان کے پاس نہ تھا جس سے پیٹ بھرنے کا کچھ انتظام ہوتا اسی طرح مسجد میں روشنی کا انتظام بھی نہیں تھا ، تو شہر کے دوکانوں کے لالٹین کی روشنی سے اپنی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے ، اور بازار کے سبزی فروش شام کو

جب کچھ ناکارہ سبزی وغیرہ پھینک دیتے تھے تو حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ پیچھے سے جاکر اُس میں کار آمد یا بقدر کفاف سبزی تلاش کر کے لاتے اور اُبال کر کھایا کرتے تھے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ میرے والد حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کبھی کبھی ایک ایک ماہ تک گھاس اُبال کر گذارہ کیا کرتے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت شیخ الحدیثؒ علاقہ چھچھ میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے بارہا یہ واقعہ سنایا کہ جب میں میرٹھ میں ایک مدرسے میں گیا تو مدرسہ نے کھانا دینے سے انکار کیا، تو وہاں غزنی کا ایک طالب علم تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کو میرے اوپر مہربان کیا، اُس نے کہا میں آپ کو ایک وقت کا کھانا دوں گا، اور ایک وقت آپ خود گذارہ کریں۔ میں چھ مہینے تک اُس سے ایک وقت کا کھانا لیتا رہا اور آرام سے کھاتا رہا، مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ اُس کے پاس ایک وقت کا کھانا بھی نہیں، خود فاقہ کر کے گذارہ کرتا تھا پھر حضرت شیخ الحدیثؒ اُس طالب علم کے لیے تعلیمی سال کے آغاز میں ہمیشہ دعائیں دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے اُس کا نام بھی یاد نہیں مگر کام اتنا کیا ہے کہ میری ہر دعا میں شریک رہتا ہے۔ یہ تو اُس زمانہ میں طالبعلموں کا ایثار تھا تو اس دارالعلوم حقانیہ میں جس سے ہزاروں اور لاکھوں مسلمانوں اور طلباء اور علماء کو فیض پہنچ رہا ہے اس گمنام طالبعلم کا بھی حصہ ہے، جس نے حضرت شیخ الحدیثؒ کو چھ مہینے تک کھانا کھلایا ہے۔

وسعتِ ظرف اور کفایت تو تم بھی اس طرح ایثار سے کام لو، اگر کمرے میں چھ آدمیوں کی جگہ ہو تو یہ کوشش نہیں کرنی چاہیئے کہ کسی وجہ سے چار ہو جائیں، بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ آٹھ کو جگہ دے دی جائے اور اگر پانچ آدمیوں سے کھانا بچتا ہے، تو ایک مزید طالب علم کو اپنے کمرہ میں جگہ دے دی جائے تاکہ تمہاری طرح وہ بھی علم سے محروم نہ رہے۔

اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طعام الواحد یکفی الاثنین وطعام الاثنین یکفی الاربعہ کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے

آپؐ کا صحابہ کرام کو اس طرح فرمانا اس لیے تھا کہ وہ بھی آپ جیسے طالب علم تھے، اور مسجد نبویؐ میں صُفہ کے مقام پر آپؐ سے احادیث، قرآن سیکھتے تھے، آپ حضرات احادیث میں پڑھیں گے کہ صحابہؓ کرام نے کتنی بھوک برداشت کی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا فاقہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ مجھ پر زمانۂ طالب علمی میں بھوک کی وجہ سے غشی طاری ہو جاتی تھی، تو لوگ میری گردن پر پاؤں رکھتے تھے کہ اس پر جن ہے۔ لیکن ومابی الا الجوع، کہ یہ غشی بھوک کی وجہ سے تھی، اور لوگ (کفار) کہتے تھے کہ ہٰولاء مجانین

تو طالب علم کی شان سادگی ہے یہ فیشن اور آرائش طالب علم کی شان نہیں، علم تواضع اور فروتنی سے اور صبر واخلاص سے حاصل ہوتا ہے۔

تعمیر جدید — ہم پوری پوری کوشش کر رہے ہیں کہ آپ کے لیے کمروں کا انتظام ہو جائے، یہ کچھ سلسلہ تعمیر جو شروع ہو چکا ہے اور جدید ہاسٹل بن رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں جب یہ مکمل ہو جائیں گے تو پھر بہت کمی پوری ہو جائے گی، اب احاطہ مدنیہ میں ۸۰ یا ۱۰۰ آدمی بمشکل رہ سکتے ہیں، پھر انشاء اللہ العزیز اس کی تکمیل کی وجہ سے چار سو آدمیوں کی جگہ ہو جائے گی، غسل خانوں، ڈرائینگ ہال اور اس طرح کی تمام سہولیات اللہ تعالیٰ اس زمانے کے ساتھ ساتھ پورا فرمائیں گے۔ لیکن کچھ ابتلاآت اور آزمائش ضرور آئیں گے، اب اگر جگہ نہیں تو برداشت اور حوصلہ سے کام لینا ہوگا۔ ہم کرایہ کے مکانات کی کوشش میں ہیں، لیکن آپ لوگ جب تک جگہ نہ ملے مساجد میں بھی قیام کی صورتیں نکال لیں، دارالاقامہ کے نظار درسگاہوں میں بھی انتظام کر رہے ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ جملہ ضروریات کو اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں گے۔

دنیا ایک وسیع میدان جنگ — لیکن آپ حضرات وقت کی قدر کریں، وقت اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے، وقت کی بے قدری نہیں ہونی چاہیئے، جلسے جلوسوں میں وقت ضائع نہ کریں، آپ دنیا کی ایک بڑے امتحان گاہ میں داخل ہوئے ہیں، آپ کے سامنے دنیا کا ایک وسیع میدان جنگ ہے، حکومتوں سے، بے دین وکیلوں سے اور لادین ججوں سے مناظرے کرنے ہونگے، اسلامی احکامات اور قوانین کی صداقت ثابت کرنا ہوگی۔ تو اس کا تقاضہ یہ ہے کہ طالب علم ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرے۔

اسلام سب کا جواب ہے — مگر یاد رہے کہ صرف صغریٰ، کبریٰ کے سیکھ لینے سے کام نہیں بنے گا یہ بھی سیکھو لیکن موجودہ زمانے کے حالات کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھو، وہ سائنٹیفیک طریقے سے کہیں گے کہ مولانا صاحب ہمیں یہ ثابت کر کے بتاؤ کہ ہدایہ کے قوانین موجودہ دور میں کیوں اہم ہیں، دنیوی قوانین سے اسلامی قوانین کا موازنہ کیسے ہوگا، کیمونسٹوں کار د کیسے کرو گے، اللہ کی وحدانیت کیسے ثابت کرو گے، اس دور میں دنیا بہت آگے جا چکی ہے، مگر ہمارا اسلام سب کا جواب ہے۔

وقت کی قیمت — دارالعلوم میں آپ کو دنیا بھر کے نظریات کو پرکھنا ہوگا، مطالعہ کرنا ہوگا، یہ کوئی آسان کام نہیں آپ سب سخت کام کرنے آئے ہیں، اگر طالب علمی کا ایک سال پچاس سال

کے برابر ہو جائے تو پھر بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے مقصد چیزوں میں نہ پڑھو اور ہمہ تن لایعنی چیزوں سے نکلکر سراسر علم دین کے لیے متوجہ ہو جاؤ۔

یہ وقت بہت قیمتی ہے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا، ہمارے ایک بزرگ فرماتے تھے کہ اللہ کے حقوق کا تدارک ہو سکتا ہے ایک حقوق اللہ فی الاوقات ہے اور دوسرے حقوق الاوقات ہیں حقوق اللہ فی الاوقات یہ ہیں کہ ظہر کی نماز وقت پر پڑھی جائے عصر کی وقت پر پڑھی جائے اشہر حج میں حج کیا جائے اور رمضان کے مہینے میں روزہ رکھا جائے تو اگر کسی مجبوری سے نماز ظہر کے وقت پر نہ پڑھی تو پھر دوسرے وقت میں اس کی قضا لوٹائی جائے۔

اشہر حج میں حج نہ ہوا تو آئندہ ادا ہو جائے گا، رمضان میں بوجہ مجبوری روزے نہ رکھے دیگر ایام میں رکھ لیے جائیں گے۔ لیکن وقت کا جو حق ہے حقوق الاوقات تو اس کا تدارک نہیں ہو سکتا گذرا ہوا وقت دوبارہ نہیں لوٹایا جا سکتا وہ ضائع نہ ہونے پائے اُس کو اپنے مصرف میں خرچ کر لیا جائے، اور جو وقت ضائع ہو گیا دس ہزار سال میں اُس کی تلافی نہیں ہو سکتی، تو حقوق الاوقات کبھی دوبارہ نہیں ادا کیے جا سکتے۔

آپ کے لیے اساتذہ بیٹھے ہوتے ہیں، مدرسہ آپ کی خدمت کرتا ہے، باپ آپ کا ضعیف ہے اور چچا ضعیف ہے والدہ معذور ہے، اُن کو تمہاری خدمت کی ضرورت ہے، آپ ان کے لیے مزدوری کرتے اُن کے لیے رزق کماتے لیکن انہوں نے کہا کہ بیٹا! ہماری خدمت نہ کرو، ہمارے لیے کمائی نہ لاؤ بلکہ جاؤ اور دارالعلوم میں علم الٰہی حاصل کرو، تو جب آپ اپنا وقت ضائع کرو گے تو اپنے آپ پر بھی ظلم کیا ماں، باپ پر بھی، مدرسہ اور اُستاد پر بھی۔ جس کی تلافی زندگی بھر ناممکن ہے۔

حضرت قتادہؓ کی تمنا

علم کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ ہر وقت اس کا وقت ہے، غالباً حضرت قتادہؒ رویا کرتے تھے کہ اگر کھانے پینے اور تقاضوں کے اوقات نہ ہوتے تو کیا بہتر ہوتا اور فرماتے تھے کہ مجھ پر دو اوقات بہت شاق گزرتے ہیں۔ ایک کھانے کا وقت اور دوسرا اقتضاء حاجت کا وقت، حالانکہ حضرت قتادہؒ نابینا تھے لیکن اتنا علم حاصل کیا کہ علم کا ایک پہاڑ بن گئے۔

امام ابو یوسفؒ کا ذوق تحصیل علم

حضرت ابراہیم راوی ہیں کہ امام ابو یوسفؒ سکرات الموت میں تھے کہ میں ان کی عیادت کے لیے ان کے ہاں چلا گیا، جب آپ کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے یہ بات چھیڑ دی کہ "رمی راکباً" افضل ہے یا "ماشیاً" تو میں نے عرض کیا کہ راکباً

تو فرمایا اَخْطَأْتَ رتو نے غلطی کی) پھر میں نے عرض کیا کہ ماشیاً تو فرمایا کہ اخطأتَ اور پھر فرمایا کہ اگر رمی کے بعد رمی ہو تو ماشیاً افضل ہے اور اگر رمی کے بعد رمی نہ ہو ماشیاً افضل ہے راوی کا بیان ہے کہ جب میں ان کی عیادت کرکے گھر سے باہر آیا تو دروازے سے ابھی باہر نہ نکلنے پایا تھا۔ گھر سے رونے کی آواز آئی اور آپ انتقال فرما گئے ۔

قابل رشک ذوق مطالعہ مولانا شبلی نعمانی نے ایک مستشرق انگریز پروفیسر آرنلڈ جو مولانا شبلی اور علامہ اقبال کے استاذ تھے کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ بحری جہاز میں لندن جارہے تھے اور ہم بھی ساتھ سفر میں تھے کہ اتنے میں جہاز کو آگ لگ گئی، سارے لوگوں میں افراتفری مچ گئی اس دوڑ دھوپ میں ہمیں فکر لاحق ہوئی کہ ہمارے اس انگریز پروفیسر کا کیا حال ہوگا جب ہم نے آکر دیکھا تو اُس کو اِس افرا تفری کا کوئی علم نہیں تھا اور وہ اپنی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھا، ہم نے انہیں صورت حال بتائی، کہ جہاز غرق ہو رہا ہے، تو انہوں نے کہا کہ جب غرق ہو رہا ہے تو مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنا مطالعہ مکمل کرلوں چند صفحے ابھی باقی ہیں ۔

تو علم ایک ایسی چیز ہے جو بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتا، اِس کے تحصیل کے لیے وقت دینا ہوگا قربانی دینی ہوگی ۔

کتاب، استاذ، مدرسہ اور طلبہ کا احترام اور اس علم کے لیے ایک اہم ذریعہ اساتذہ اور مادر علمی کا آداب اور احترام ہے یہ کوئی صرف فنی تعلیم نہیں کہ فیس دو اور پڑھو، بلکہ یہ سارا معاملہ روحانیت کا ہے اور یہ تمام تر ادب پر چل رہا ہے، اگر آپ کا ادبی رشتہ، کتاب، استاذ، دارالعلوم اور طالب علم کے ساتھ مستحکم ہے۔ تو پھر عالم بن جاؤ گے اور اگر ادب کا رشتہ کمزور ہو یا کالعدم ہو تو علم کے برکات حاصل نہیں ہوں گے ۔

دارالعلوم دیوبند سے بڑے بڑے لوگ فارغ ہوئے، حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے تھے اور جو غبی اور کند ذہن تھے لیکن اساتذہ کا احترام کرتے تھے، مادر علمی کا احترام کرتے تھے کتاب کے ساتھ ادب کا رشتہ مستحکم تھا وہ آج بڑے بڑے محدثین بن گئے ہیں، حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے کہ خود مجھ پر مدرسے کے طالب علم ہنسا کرتے تھے کہ جب میں حضرت مدنیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ وہاں کی صفائی کرتا تھا اور طالب علم کہتے تھے یہ دکھلاوے کے لیے کرتا ہے، صرف اساتذہ کو دکھانے کے لیے کرتا ہے۔ اب میں جو کچھ بھی تھا اور جیسا بھی کمزور تھا مگر اساتذہ کی خدمت اور دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ مجھ سے خدمت دین کا کام لے رہے ہیں۔ تو یہ ایک کنکشن ہے اس کو ٹھیک رکھو گے تو کام صحیح

ہوگا جیسا کہ بجلی کا کنکشن جب پاور ہاؤس سے درست ہوتا ہے، تو بجلی آتی ہے آپ نے اپنے اس کنکشن کو بھی درست رکھنا ہوگا، آپ نے بھی سلسلہ سند میں سنا جو حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے لے کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے۔

احترام استاد و مدرسہ

حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ بعض طالب علم ایسے بھی ہوتے تھے کہ وہ اپنی مادر علمی دارالعلوم کی دیواروں کی طرف اور اساتذہ کے گھروں کی طرف پاؤں بھی نہیں پھیلاتے تھے، حضرت مدنیؒ جب گنگوہ کے اردگرد ہوتے تو فرماتے تھے کہ کہیں بے احتیاطی میں گنگوہ شریف کی طرف پاؤں نہ ہو جائیں۔

تو مطبخ میں کبھی سالن اچھا نہیں ہوگا اور کبھی دال لگی ہوگی اور سالن میں کبھی نمک زیادہ ہوگا تو ان چیزوں کو برداشت کرنے سے علمی ترقیات کے دروازے کھلیں گے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ فرمایا کرتے تھے، دیوبند کے مہتمم مولانا شاہ رفیع الدین صاحب بڑے اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کا عکس جمیل ہے

دارالعلوم دیوبند کے ساتھ اللہ کا جو خاص معاملہ ہے اسی طرح دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ بھی اللہ کا ایک خاص کرم ہے، اِن کے فضلاء کو اللہ ضائع نہیں کرتا اور اِن کا روحانی فیض ایسا ہے کہ تمام عالم اسلام کو پہنچتا ہے، اور حضرت شیخ الحدیثؒ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کے لیے رو، رو کر دعائیں کیا کرتے تھے اتنی دعائیں انہوں نے ہمیں (اپنی اولاد کے لیے) بھی نہیں کیں کہ اللہ دارالعلوم کے فضلاء کو سربلند فرما اور ہر جگہ کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرما، آپ جہاں کہیں جائیں گے تو وہاں بڑا محدث، بڑا عالم وہ دارالعلوم حقانیہ کا فاضل یا سابق طالب علم ہوگا، افغانستان میں جہاد سب نے کیا ہے، لیکن وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کو فضل و تقدم اور عظمت بخشی ہے۔

احترام کے تقاضے

ہاں کتابوں سمیت عام لکھے ہوئے کاغذات کا بھی احترام کرو اگر اس میں کسی طالب علم کا اور آپ کا نام بھی لکھا ہو تو اس میں اللہ اور رسولؐ کا نام ہوتا ہے ایسے کاغذوں اور اوراق کو بے جا استعمال کرنا حرام ہے۔ عراق کے ایک کردی عالم کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک دن وہ کہیں سے گزر رہے تھے کہ اچانک ان کی ایک نالی میں کاغذ پر نظر پڑی دیکھا تو اٹھا لیا، دیکھا تو اُس پر اللہ کا نام تحریر تھا، وہ رویا اور روتے روتے اُس کو دھونے لگا اور کہا اے اللہ

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)